اسلام کا تصورِ عبادت

(یہودیت وعیسائیت کے ساتھ تقابلی جائزہ)

Abstract

Basic terminologies of religion have such importance such as basic origins in the body. If the heart, brain, and liver function actively then all the body remains fit but if there is some fault in them all the body impressed. Same the case with basic terminologies of religion, the change of these basic concepts create problems in the completion of religious demands.

Worship (servitude) is one of these important terminologies. We can never be able to understand other religious terminologies without its understanding.

Worship (servitude) is derived from slavery. In Arabic 'abd' mean slave, servant, and follower. According to it word worship means slavery and obedience. It means to worship Allah with great devotion.

Although all world religions lay stress on worship but in Islam it has vital importance. In Islam worship means to obey Allah at every step of life. Islam is a complete code of life. It guides us in all aspects of life such as social, economical and political issues.

Islamic servitudes play an important role in the man's life. Basic Islamic servitudes such as prayer (salat), fasting (roza), zakat, pilgrimage (haj) impressed greatly and effected for human life. It makes the relation strong between man and Allah. It creates the passion of thanking Allah. It makes our ethics ideal. It urges man to care the rights of others. When we care other's rights our society becomes an example of Heave.

اسلام کا تصورِ عبادت

(یہودیت وعیسائیت کے ساتھ تقابلی جائزہ)

کلثوم بی بی☆

عبادت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ عبد سے ماخوذ ہے اور عبد، یعبد کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ ع۔ب۔د۔ ہے۔ اس کے معنی عاجزی وفرمانبرداری کے ہیں۔ لسان العرب کے مطابق:

''لغت میں عبادت کے معنی عاجزی کے ساتھ فرمانبرداری کرنے کے ہیں۔ اور اسی سے طریق معبد کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کا معنی ہے روندا ہوا راستہ اور یہ اس راستے کو کہا جاتا ہے جس پر زیادہ چل کر اسے روندا گیا ہو۔''(۱)

قائد اللغات میں اس کے معنی ہیں اطاعت، بندگی، پرستش کرنا، پوجا پاٹ کرنا، نماز پڑھنا۔(۲) اسی طرح مصباح اللغات میں اس سے مراد ہے اللہ کو ایک جاننا، خدمت کرنا، ذلیل ہونا، خضوع کرنا، پرستش کرنا۔(۳) اسی کتاب میں دوسری جگہ تعبد کے ذیل میں اس سے مراد ہے عبادت کے لئے الگ ہونا، اطاعت کے لئے بلانا، غلام بنانا، غلام جیسا برتاؤ کرنا۔(۴) لغت کی ایک اور کتاب فیروز اللغات میں بھی کچھ ایسے ہی معنی درج ہیں جیسے بندگی، اطاعت، نماز و دعا وغیرہ۔(۵)

عبادت کا مفہوم آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں:

قرآن کریم میں اکثر مقامات پر عبادت کا ذکر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یہ ہے وہ (جنت) جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔''(۶)

یہاں اللہ کی بندگی بجالانے والے مراد ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

''پس اللہ ہی کی بندگی کرو اسی کے لئے اطاعت کو خاص کرتے ہوئے۔''(۷)

عبادت کے ساتھ اطاعت کا یہ تعلق اتنا گہرا ہے کہ قرآن نے متعدد مقامات پر خالصتاً اطاعت کے معنی میں ہی استعمال کیا ہے جیسے:

''شیطان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''(۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے انبیاء و رسل کو اسی لفظ عبد یعنی اللہ کی بندگی کرنے والے سے مخاطب کیا ہے ارشاد ہے کہ:

☆ طالبہ پی ایچ ڈی اسلامیات، شعبہ علوم اسلامیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

''مسیح اس بات میں عار نہیں رکھتے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں)۔''(۹) لہٰذا جب حضرت عیسیٰ اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ بھی خود کو اسی طرح متعارف کراتے ہیں کہ:

''میں اللہ کا غلام ہوں مجھے کتاب دی گئی ہے اور مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔''(۱۰)

پیر محمد کرم شاہ نے اس بات کی یوں وضاحت کی ہے کہ: ''یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف اور اپنا بندہ ہونا باعث ہزار فخر و نازش ہے وہ بھلا کیوں اس کو عار سمجھیں اور حقیقتاً یہ ہی انسان کی سب سے بڑی سعادت ہے کہ وہ اپنے معبودِ حقیقی کو پہچان لے اور اپنے گلے میں اس کی بندگی کا طوق ڈال کر اس کے حضور حاضر ہو۔''(۱۱) اسی طرح حضرت داؤد کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

''اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے اور رجوع کرنے والے تھے۔''(۱۲)

مولانا احمد رضا بریلوی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ: جن کو (حضرت داؤد علیہ السلام) عبادت کی بہت قوت دی گئی تھی آپ کا طریقہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور رات کے پہلے نصف حصہ میں عبادت کرتے اس کے بعد شب کی ایک تہائی آرام فرماتے پھر باقی چھٹا حصہ عبادت میں گزارتے (۱۳) حضرت ابن عباس (۱۴) سے مروی ہے کہ جب حضرت داؤد تسبیح کرتے تو پرندے آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے۔(۱۵) اسی طرح قرآن کریم میں حضرت ایوب کا ذکر بھی انہیں الفاظ سے کیا گیا ہے آپ کے بارے میں ارشاد ہے:

''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے ایذا اور تکلیف دے رکھی ہے۔''(۱۶)

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ رسول اور بندے ہیں جن پر تکالیف و شدائد کی انتہاء ہو گئی لیکن ان کے ہاتھ سے صبر اور ضبط کا دامن نہ چھوٹا ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثناء میں مصروف و مشغول رہے ۔ پیر محمد کرم شاہ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے دوسرے بیٹے عیسو کی نسل سے تھے۔ زرعی زمین، بھیڑ بکریاں اور گھر اولاد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا تھا ان گوناگوں انعامات کے باوجود آپ اپنے خالق کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت سے غافل نہ ہوئے۔ مشیت الٰہی نے جب آزمانا چاہا تو کھیتیاں جل کر راکھ ہو گئیں، مال مویشیوں میں ایسی وبا پھوٹی کہ ایک بھی زندہ نہ رہا۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے ہاں مدعو تھے مکان گرا اور سب لقمہ اجل بن گئے۔ جسم ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ اس میں چھوٹے چھوٹے کیڑے رینگنے لگے۔ سب دوست احباب چھوڑ گئے۔ شہر والوں نے شہر سے نکال دیا ایک عرصہ بعد اپنے رب سے صرف اتنا عرض کی۔

''اور ایوب کو یاد کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے سخت تکلیف پہنچی اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''(۱۷)

اس پر رحمت الٰہی جوش میں آئی، تمام مصیبتیں ایک دم دور ہوگئیں۔ مال اولاد، گھر زمین، کھیتیاں سب کچھ مالکِ حقیقی نے لوٹا دیا بلکہ اس میں کئی گنا اضافہ ہوگیا۔(۱۸) اسی طرح حضرت نوح کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی خطاب سے سرفراز فرمایا ارشاد ہے:

''ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔''(۱۹)

حضرت نوح علیہ السلام کو اس عظیم لقب سے سرفراز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ پانی کا ایک گھونٹ پیتے یا ایک لقمہ بھی منہ میں ڈالتے یا کوئی نیا کپڑا پہنتے تو دل اور زبان سے اپنے منعم حقیقی کا شکریہ ان الفاظ سے ادا کرتے۔

الحمد اللّٰہ اطعمنی ولو شاء لا جاعنی

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔جس نے مجھے کھلایا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا۔

الحمد اللّٰہ الذی سقانی ولو شاء لا ظمانی

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔جس نے مجھے پلایا اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا رکھتا۔

الحمد اللّٰہ الذی کسانی ولو شاء لاعرانی.

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے بغیر لباس رکھتا۔(۲۰)

حضرت محمد ﷺ رحمت للعالمین اور خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی انہی الفاظ سے مخاطب فرمایا۔ارشاد الٰہی ہے:

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کسی طرح کی کجی (پیچیدگی) نہ رکھی۔''(۲۱)

پیر محمد کرم شاہ کے مطابق اس آیت میں عبدہٗ سے مراد صاحب کتاب اور الکتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔عبدہ میں کوئی التباس نہیں کیونکہ مقامِ عبدیت کاملہ پر صرف یہی ذات بابرکات فائز ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی صفت میں اوج کمال تک پہنچتی ہے تو اس صفت کے مطلقاً ذکر سے مراد وہی موصوف ہوگا۔

جملہ عالم بندگان وخواجہ اوست:

جس کو عبدیت کا جتنا کچھ عرفان نصیب ہوا اسی کے طفیل ہوا۔(۲۲)

حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی طرف سے عطا کردہ اس خطاب کو اپنے لئے عزت وفخر سمجھا اور بے حد پسند فرمایا۔لہٰذا جب حضور اکرم ﷺ معراج کی رات مقام قرب کی انتہا تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا: اے سراپا ستائش وخوبی آج میں تجھے کس اعزاز سے مشرف کروں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنا بندہ ہونے کا شرف عطا فرما۔(۲۳) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے کلام میں اس واقع کا بیان فرمایا تو رسول اکرم ﷺ کو اسی شرف سے مخاطب فرمایا ارشاد ہوتا ہے کہ:

''پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو لے گیا راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔''(۲۴)

فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں اللہ کے انتہائی عبادت گزار، فرمانبردار، اطاعت گزار اور برگزیدہ۔ یہ نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے

ہیں نہ کسی اور معاشی، معاشرتی یا ازدواجی الجھنوں میں پڑتے ہیں۔ان کا کام ہر وقت اور ہر لحہ اللہ کے حضور اپنے تذلل عاجزی اور عبدیت کا اظہار ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بندگی کرنے والے کے لقب سے مخاطب فرمایا:

''اورانہوں (کافروں) نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے عبد ہیں عورتیں ٹھہرایا۔'' (۲۵)

عبادت کا مفہوم احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں:

لفظ عبد جس طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے اسی طرح احادیث میں بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔احادیث نبویہ ﷺ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطاب بعض اوقات تمام بنی نوع انسان سے ہوتا تو بعض اوقات آپ ﷺ کے مخاطب صرف مسلمان بھی ہوتے تھے۔جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ بے آب و دوانہ جنگل میں گم ہو جائے پھر اچانک مل جائے۔'' (۲۶)

اس حدیث میں عمومیت ہے۔اس میں اللہ کے بندوں سے مراد تمام بنی نوع انسان ہیں یعنی اللہ کی مخلوق میں سے جب بھی کوئی اپنی خطاؤں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتا ہے اور اس کے اپنی طرف لوٹنے پر خوش ہوتا ہے۔ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن جو کوئی بندہ/غلام ایسا آئیگا جس نے دنیا میں خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردیگا۔'' (۲۷)

قرآن کریم میں یہ قاعدہ موجود ہے کہ ایک جگہ پر انتہائی مختصر اور جامع بات کہہ دی جاتی ہے اور کسی دوسری جگہ پر اس کی تفصیل بیان کردی جاتی ہے۔احادیث میں بھی یہ چیز ملتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں رضائے الٰہی کا ذریعہ محض کلمہ حق کو کہا گیا ہے اس کے تقاضے اور دیگر ضروری اغراض بیان نہیں ہوئیں لیکن پھر ایک اور حدیث میں اس کی مزید وضاحت اور قدرے تفصیل بیان کردی گئی ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اپنے بندے سے جب وہ کھانا کھا کر اس کا شکر کرے یا پانی پی کر اس کا شکر کرے۔'' (۲۸)

اس حدیث میں دو انتہائی بنیادی باتوں کا ذکر ہے جن کے بغیر زندگی ممکن نہیں لہٰذا اگر ان کے بعد اللہ کا شکر ادا کریں تو سوچیں کہ ایک انسان دن میں کتنی بار اللہ کا شکر بجالائے گا تو ایسے انسان سے یقیناً اللہ خوش ہوگا اس حدیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔اللہ کا شکر ادا کرنا بھی اللہ کی بندگی کے دائرہ میں داخل ہے۔جو لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجا نہیں لاتے ان کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''ہر بندہ قیامت کے دن اس حالت پر اٹھے گا جس حالت پر مرا تھا۔'' (۲۹)

مذکورہ بالا احادیث میں عبد کے مفہوم میں عموم پایا جاتا ہے جبکہ ذیل میں ایسی احادیث بیان کی جا رہی ہیں جن کے مفہوم میں تخصیص ہے جیسے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''کوئی مسلمان غلام/ بندہ ایسا نہیں جو اپنے بھائی کیلئے پیٹھ پیچھے دعا کرے مگر فرشتہ کہتا ہے اور تجھ کو بھی یہی ملے۔''(۳۰)

اس حدیث میں عبد کے ساتھ مسلم کا لفظ لا کر تخصیص کی گئی ہے جبکہ ایک اور مقام پر اس کے ساتھ لفظ مومن بھی آیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو ایمان لائے پھر اس پر مضبوط رہے مگر اس کو جنت میں لے جاویں گے۔''(۳۱)

اس حدیث میں عبد مومن کو جنت کی بشارت دی جا رہی ہے یعنی جو اللہ پر ایمان لائے اور پھر اس پر ڈٹ جائے تو ایسے مومن کو حضور ﷺ نے قسم اٹھا کر جنت کی بشارت دی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ:

''جس مسلمان بندے کی آنکھ سے آنسو نکلیں اگر چہ مکھی کے سر برابر ہوں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے پھر وہ بہیں اس کے منہ پر تو اللہ تعالیٰ اس کو حرام کردے گا دوزخ پر۔''(۳۲)

اس میں بھی عبد کے ساتھ مومن لفظ لا کر تخصیص پیدا کر دی گئی ہے۔ مذکورہ مرویات درج کرنے کا مقصد ان میں بیان کردہ عبد کے مفہوم کو اس کی تخصیص و تعمیم کے ساتھ ذکر کرنا تھا۔ اب ایک ایسی روایت نقل کی جاتی ہے جس میں آپ ﷺ پر بھی اللہ کی بندگی اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ ﷺ کی امت اور دیگر تمام مخلوقات پر۔ ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بندگی کرنے والا مہربان بنایا ہے۔''(۳۳)

ان تشریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مادہ عبد کا اساسی مفہوم کسی کی بالا دستی اور برتری تسلیم کر کے اس کے مقابلے میں اپنی آزادی و خود مختاری سے دست بردار ہونا، سرتابی و مزاحمت چھوڑ دینا اور اس کے لئے رام ہو جانا ہے۔ یہی حقیقت بندگی و غلامی کی ہے لہٰذا اس لفظ سے اولین تصور جو ایک عرب کے ذہن میں ابھرتا ہے وہ بندگی و غلامی ہی کا تصور ہے پھر چونکہ غلام کا اصلی کام اپنے آقا کی اطاعت و فرمانبرداری ہے اس لئے لازماً اس کے ساتھ ہی اطاعت کا تصور پیدا ہوتا ہے اور جب کہ ایک غلام اپنے آقا کی بندگی و اطاعت میں محض اپنے آپ کو سپرد ہی نہ کر چکا ہو بلکہ اعتقاداً اس کی برتری کا قائل ہے اور اس کی بزرگی کا معترف بھی ہو۔ اور اس کی مہربانیوں پر شکر اور احسان مندی کے جذبے سے بھی سرشار ہو۔ تو وہ اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا ہے۔ مختلف طریقوں سے اعتراف نعمت کا اظہار کرتا ہے۔ اور طرح طرح سے مراسم بندگی بجالاتا ہے اسی کا نام پرستش ہے۔ (۳۴)

دین اسلام میں ایمانیات کو سیرت کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن میں اکثر مقامات پر ان کا ذکر ملتا ہے جیسے ارشاد الٰہی ہے:

''اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو شخص خدا پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور کتابوں پر اور سب نبیوں پر ایمان لائے۔''(۳۵)

اسلام کا تصورِ عبادت

خدا کا خوف اور اس کی محبت دل میں بسانا، اس کی خوشنودی کے حصول کو مقصد حیات قرار دینا، اسکو حاکم اعلیٰ سمجھتے ہوئے اس کے سامنے اپنے آپ کو جوابدہ خیال کرنا اور اس بات پر یقین رکھنا کہ ایک دن اس دنیا میں کیے گئے ہر عمل کا جواب دینا ہے، یہی اسلام کے وہ اساسی تصورات ہیں جن پر اسلامی سیرت کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔(۳۶)

ایمانیات کے مذکورہ تصورات دینے کے بعد اسلام نے جس چیز پر زیادہ زور دیا ہے اور جسے محور و مرکز بنایا ہے وہ اعمال صالحہ ہیں انسانی زندگی کو نظریہ سے عمل کی طرف راغب کرنے کیلئے دین اسلام نے چند عبادات لازم ٹھہرائی ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ لیکن اس سے یہ شبہ نہ ہو کہ ان فرائض کے لزوم نے عبادت کے وسیع معنیٰ کو محدود کر دیا ہے۔ درحقیقت یہ چاروں فریضے عبادت کے سینکڑوں وسیع معنوں اور ان کی جزئیات کے بے پایاں دفتر کو چار مختلف بابوں میں تقسیم کر دیتے ہیں جن میں سے ہر ایک فریضہ عبادت اپنے افراد اور جزئیات پر مشتمل اور ان سب کے بیان کا مختصر عنوان ہے۔ جس طرح کسی ایک وسیع مضمون کو مختصر سے لفظ یا فقرے میں ادا کر کے مضمون کے سرے پر لکھ دیا جاتا ہے اسی طرح یہ چاروں فرائض درحقیقت انسان کے تمام نیک اعمال اور اچھے کاموں کو چار مختلف عنوانوں میں الگ الگ تقسیم کر دیئے ہیں اس لئے ان چاروں کو بجا طور پر انسان کے اچھے اعمال کے چار بنیادی اصول کہا جا سکتا ہے۔ جو یہ ہیں۔

۱۔ بندوں کے وہ تمام اچھے اور نیک اعمال جن کا تعلق تنہا خالق اور مخلوق سے ہے ایک مستقل باب ہے جس کا نام نماز ہے۔

۲۔ وہ تمام اچھے کام جو ہر انسان دوسرے لوگوں کے آرام اور فائدہ کے لئے کرتا ہے زکوٰۃ وصدقہ کہلاتے ہیں۔

۳۔ خدا کی راہ میں ہر قسم کی جانی وجسمانی قربانی کرنا اچھے مقصد کے حصول کے لئے تکلیف ومشقت جھیلنا اور نفس کو تن پروروں اور مادی خواہش کی نجاست اور آلودگی سے پاک رکھنا جو کسی اعلیٰ مقصد کی راہ میں حائل ہوں روزہ کہلاتا ہے۔

۴۔ دنیائے اسلام میں ملت ابراہیم کی برادری اور اخوت کی مجسم تشکیل وتنظیم مرکزی رشتہ اتحاد کا قیام اس کی مرکزی آبادی اور کسب روزی کے لئے ذاتی کوشش اور محنت کے باب کو حج کا نام دیا گیا ہے۔(۳۷)

اسلامی تصور عبادت میں ایمانیات وعبادات کے علاوہ اخلاقیات کی بھی بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ عبادات کا اصل اور اولین مقصد ہی انسان کو کردار کی بلندی عطا کرنا ہے جس کا بہترین مظہر انسانی اخلاق ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے نبوت کی دلیل کے طور پر اپنا اخلاق پیش کیا:

''میں نے اس سے پہلے ایک عمر تم میں گزار دی تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟''(۳۸)

لہٰذا عبادات کے اغراض ومقاصد میں اولین ترجیح انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت وتکمیل کرنا ہے مثلاً نماز کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''(۳۹)

اسی طرح روزہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے، زکوٰۃ سرتاپا انسانی ہمدردی اور غم خواری کا درس دیتی ہے اور حج مختلف عملی طریقوں سے اخلاقی اصلاح وترقی کا باعث اور وسیلہ وذریعہ ہے۔

یہودیت کا تصورِ عبادت

یہودیت بھی ایک الہامی مذہب ہے لیکن اس مذہب کا جب اس مقصد کیلئے مطالعہ کریں کہ اس میں عبادت کا کیا تصور ہے تو چند چیزوں کے سوا کچھ نہیں ملتا وہ یہ کہ یہودی مذہب میں یہوواہ کی عبادت کی جاتی تھی جس کا قدیم ترین طریقہ قربانی تھا۔ عبرانی ادب میں اس کے لئے لفظ منھا (Miniha) استعمال ہوتا ہے جس کے معنی دیوتا کی نیاز کے ہیں۔ اس کے لئے اہم دن ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ تھی اس دن پروہت اعلیٰ معبد میں داخل ہو کر اپنے خاندان کی طرف سے ایک بیل جبکہ عوام کی جانب سے دو بکرے قربانی کرتا تھا۔ یہودیوں کی باقاعدہ عبادت دعاؤں اور بھجنوں پر مشتمل تھی ان بھجنوں میں بلا کی تاثیر ہوتی جن کے پڑھنے سے عبد پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ ان بھجنوں میں یہوواہ کی تعریف اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا جاتا تھا۔ انفرادی عبادت کیلئے یہ طریقہ رائج تھا کہ لوگ اپنے گھروں کی کھڑکیاں جن کا رخ یروشلم کی جانب ہوتا تھا کھول دیتے اور دعا کرتے تھے۔ (۴۰)

اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل بنی اسرائیل کو ان کی تاریخ کے تمام اہم واقعات یاد دلائے اور توراۃ کے ان تمام احکام کو جو اس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے وہ بھی دہرائے اس آخری خطبہ کے کچھ اقتباسات آج بھی بائبل میں موجود ہیں مثلاً کتاب استثناء میں ہے کہ۔

> ''سن اے بنی اسرائیل خداوند اپنا خدا ایک ہی خدا ہے تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا کے ساتھ محبت رکھ اور یہ باتیں جن کا حکم آج میں تمہیں دیتا ہوں تیرے دل پر نقش رہیں اور تو ان کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرانا اور گھر بیٹھتے اور راہ چلتے اور لیٹے اور اٹھتے ان کا ذکر کرنا۔'' (۴۱)
>
> ''پس اے اسرائیل خداوند تیرا خدا تجھ سے اس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا خوف مانے اور اس کی سب راہوں پر چلے اور اس سے محبت رکھے اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے اور خداوند کے جو احکام اور آئین میں تجھ کو آج بتاتا ہوں ان پر عمل کرے تاکہ تیری خیر ہو۔ دیکھ آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے یہ سب خداوند تیرے خدا کا ہی ہے۔'' (۴۲)

حضرت موسیٰ نے اپنی تمام زندگی میں ایک ہی عقیدہ توحید کا پرچار کیا اور اپنی قوم کو بھی تمام اعمال عبادات و معاملات میں صرف اسی ایک معبود حقیقی کو مالک و مختار ماننے کی تاکید کی، لیکن جیسے ہی حضرت موسیٰ اس دنیا سے رخصت ہوئے بنی اسرائیل پھر مشرکانہ عقائد اور رسومات کی طرف پلٹ گئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں بھی بنی اسرائیل کا رجحان ہمیشہ خدائے واحد کی بجائے بتوں اور غیر حقیقی خداؤں کی طرف زیادہ رہا۔ اس کی واضح مثال وہ واقع ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تیس روز کے لئے کوہ طور پر طلب فرمایا تاکہ بنی اسرائیل کے لئے خدائی احکامات عطا فرمائیں لیکن جب اللہ کی طرف سے اس مدت میں دس دن کا اضافہ فرما دیا گیا تو بنی اسرائیل فوراً شرک کی طرف پلٹ گئے اور سامری سے کہہ کر ہیرے جواہرات کا ایک بچھڑا بنوالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ قرآن کریم میں اس بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> ''اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے۔'' (۴۳)

حضرت موسیٰ کی تعلیمات میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے بھی تعلیمات ملتی ہیں اس حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ بہت مشہور ہیں جو یہ ہیں۔(۱) خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر اور غلامی کے گھر سے نکال لایا، میں ہوں۔ (۲) میرے حضور تم غیر معبودوں کو نہ ماننا۔(۳) تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔(۴) تو سبت کا دن یاد کر کے پاک ماننا۔ (۵) تو اپنے ماں اور باپ کی عزت کرنا۔(۶) تو خون ریزی نہ کرنا۔(۷) تو زنا نہ کرنا۔(۸) تو چوری نہ کرنا۔(۹) تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔(۱۰) تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔(۴۴)

عیسائیت کا تصورِ عبادت

یہودی مذہب میں اگرچہ عبادت کا تصور موجود ہے لیکن انتہائی مبہم انداز میں ہے۔اب ہم عیسائی مذہب کا اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔حضرت عیسیٰ بھی اللہ کے نبی ہیں ان کی حقیقی تعلیمات بھی وہی ہیں جو اللہ کے حقیقی دینِ اسلام کی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''(۴۵)

اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰ نے اللہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ واحد و یگانہ ہستی ہے جس کی عبادت کرنا فرض ہے۔آپ کے اس بیان کی تائید کتابِ مقدس میں بھی موجود ہے:

''پھر ابلیس یسوع کو اونچے پہاڑ پر لے گیا، دنیا کی سب سلطنتوں کی شان و شوکت اسے دکھائی اور کہا اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کر دے تو میں یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔یسوع نے کہا۔اے شیطان دور ہو جا کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔''(۴۶)

یسوع نے ایک فقیہ کے جواب میں فرمایا:

''اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے سارے دل اپنی ساری جان، اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔''(۴۷)

توحیدِ باری تعالیٰ کے حوالے سے حضرت عیسیٰ کے بیان اناجیل میں یوں درج ہیں: یسوع نے پکار کر کہا کہ:''جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے۔''(۴۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ:''جو میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے۔''(۴۹)''میں نے کہا تا کہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔(۵۰) ہر نبی کی طرح حضرت عیسیٰ نے بھی ایمان اور احکامِ خداوندی کی پابندی پر زور دیا ہے۔آپ نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا:''جب تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے تو کیوں مجھے خداوند خدا کہتے ہو۔''(۵۱)

یہ تو حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات ہیں جنہیں عیسائی فراموش کر چکے ہیں۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ جدید عیسائیت کی ایمان و عمل اور عبادت کے حوالے سے کیا تعلیمات ہیں۔اس حوالے سے سب سے پہلے تو تصورِ خدا کو لے لیں۔موجودہ عیسائیت میں اقانیمِ ثلاثہ کا تصور پایا جاتا ہے لیکن اس عقیدے میں بھی عیسائی علماء کا اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک تین خداؤں سے مراد باپ، بیٹا اور

روح القدس ہیں جبکہ بعض علماء باپ، بیٹا اور کنواری مریم کو مجموعہ خدا یعنی اقانیم ثلاثہ قرار دیتے ہیں۔(۵۲) گناہوں کے کفارہ و مغفرت کے حوالے سے درج ہے کہ حضرت مسیح نے پطرس سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دونگا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔''(۵۳)

مفروضہ یہ ہے کہ پطرس سے یہ اختیار خود بخود پوپ کو منتقل ہو گیا اور پھر پوپ سے بڑے پادریوں تک البتہ اس سے کم درجے کے پادری صاحبان کو اجازت نامہ اور لائسنس دیئے جاتے تھے تو انہیں بھی اختیار حاصل ہو جاتا تھا کہ جسے چاہیں گنہگار اور مستوجب سزا ٹھہرائیں اور جسے چاہیں معاف کر دیں۔ سولہ سال تک بندے اور خدا کے درمیان پادری اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ راستے میں کھڑا تھا جو شاید کہیں کہیں اب بھی موجود ہے اس میں جرأت نہ تھی کہ پادری کی اجازت کے بغیر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔(۵۴)

مسٹر ریمنڈ ایبا (Raymond Abba) نے عیسائی مذہب کی عبادت کے چار اصول بیان کئے ہیں۔

۱۔ ''عبادت'' درحقیقت اس قربانی کا شکرانہ ہے جو کہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت مسیح نے بندوں کی طرف سے دی تھی۔

۲۔ صحیح عبادت روح القدس ہی کے عمل سے ہو سکتی ہے پولس میں رومیوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے۔ ''جس طور سے ہمیں دعا کرنی چاہئے ہم نہیں جانتے مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔''(۵۵)

۳۔ عبادت ایک اجتماعی عمل ہے جو صرف کلیسا ہی انجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر عبادت کرنا چاہے تو وہ بھی اسی وقت ممکن ہے جب وہ کلیسا کا رکن ہو۔

۴۔ عبادت کلیسا کا بنیادی کام ہے اور اسی کے ذریعے وہ مسیح کے بدن کی حقیقت سے دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔(۵۶)

عیسائی مذہب میں عبادت کے کئی طریقے ہیں یہ دعا بھی عبادت کا ایک اہم ترین جزو ہے۔

''اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرا نام مقدس ہو، تیری بادشاہت آئے، تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی پوری ہو، ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے دے اور ہمارے قرض ہمیں معاف کر، جیسے ہم بھی اپنے قرض داروں کو معاف کرتے ہیں۔ اور ہمیں آزمائش میں مت ڈال بلکہ برائی سے بچا، کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرا ہی ہے۔'' آمین(۵۷)

عیسائیوں میں اتوار کے دن کو عبادت کے لئے بہت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اس دن عیسائی لوگ خاص طور پر گرجاؤں میں عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں، مشہور عالم جسٹس مارٹر اس عیسائیت میں اس دن کی اہمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے۔ شروع میں دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں اس کے بعد حاضرین ایک دوسرے کا بوسہ لے کر مبارک باد کہتے ہیں پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ، بیٹے اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے جس پر تمام حاضرین آمین کہتے ہیں۔ کلیسا کے خدام، روٹی اور شراب کو حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس عمل سے روٹی فوراً مسیح کا بدن بن جاتی ہے اور شراب مسیح کا خون اور تمام حاضرین اسے کھا پی کر دینی عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں۔''(۵۸)

حوالہ و حواشی

۱۔ ابن منظور، ابوالفضل، جمال الدین، علامہ امام، لسان العرب، ج ۳، ص ۲۷۳، نشر ادب الحوزۃ ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ۔

۲۔ نشتر، عبدالحکیم، ابونعیم خان جالندھری، قائد اللغات، ص ۶۳۹، حامد اینڈ کمپنی ناشران و تاجران اسلامی کتب، مدینہ منزل ۳۸۔ اردو بازار لاہور، طبع دوئم، ت ن۔

۳۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص ۵۲۷، مقبول اکیڈمی ۱۹۹۔ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور، ت ن۔

۴۔ ایضاً

۵۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، ص ۸۸۹ فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ) لاہور، ت ن۔

۶۔ الشوریٰ: ۲۳۔

۷۔ الزمر: ۲۔

۸۔ یٰسین: ۶۰۔

۹۔ النساء: ۱۷۲۔

۱۰۔ المریم: ۳۰۔

۱۱۔ کرم شاہ، محمد، الازہری، پیر، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۲۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، طبع پنجم، ۱۹۹۶ء/ ۱۴۱۶ھ۔

۱۲۔ ص: ۱۷۔

۱۳۔ احمد رضا، محمد، بریلوی، مولانا، کنز الایمان، ص ۶۸۳ حافظ کمپنی الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ ت ن۔

۱۴۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، صحابی رسول ﷺ، عمِ رسول حضرت عباس ابن عبدالمطلب کے بیٹے۔

۱۵۔ احمد رضا، کنز الایمان، ص ۶۸۳۔

۱۶۔ ص: ۴۱۔

۱۷۔ الانبیاء: ۸۳۔

۱۸۔ کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۱۸۰۔

۱۹۔ بنی اسرائیل: ۳۔

۲۰۔ کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۶۳۳۔

۲۱۔ الکہف: ۱۔

۲۲: کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۹۔

۲۳۔ کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۶۲۸۔

۲۴۔ بنی اسرائیل: ۱۔

۲۵۔ الزخرف: ۱۹۔

۲۶۔ بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، امام صحیح بخاری، کتاب الدعوات، ح ۲۳۰۹، ص ۱۰۹۷، مکتبہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض طبع دوئم، ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۹ھ۔

۲۷۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، ح ۶۴۲۳، ص ۱۱۱۵۔

۲۸۔ مسلم بن حجاج، ابوالحسین، القشیری، امام صحیح ملسم، کتاب الذکر والدعاء، ج ۶۹۳۲، ص ۱۱۸۵، مکتبہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، طبع دوئم، ۲۰۰۰ء/ ۱۴۲۱ھ۔

۲۹۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجنۃ والصفۃ، ح ۷۴۳۲، ص ۱۲۴۶۔

۳۰۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، ح ۶۹۲۷، ص ۱۱۸۵۔

۳۱۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ، محمد بن یزید، القزوینی، امام سنن ابن ماجہ، کتاب الذھد، ح ۴۲۸۵، ص ۶۲۴، مکتبہ دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع اول، ۱۹۹۹ء/ ۱۴۲۰ھ۔

۳۲۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الذھد، ح ۴۱۹۷، ص ۶۱۱۔

۳۳۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، ح ۳۲۶۳، ص ۴۷۳۔

۳۴۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، ص ۰۷، مکتبہ جماعت اسلامی، دارالسلام، پٹھان کوٹ (لاہور)۔

۳۵۔ البقرۃ: ۱۷۷۔

۳۶۔ ندوی، سلیمان، سید، سیرت النبی، ج ۴، ص ۴۰۵، دارالاشاعت اردو بازار، ایم۔اے جناح روڈ کراچی نمبر ۱، طبع اول، ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ۔

۳۷۔ ندوی، سیرت النبی، ج ۵، ص ۳۵۔

۳۸۔ یونس: ۱۲۔

۳۹۔ العنکبوت: ۴۵۔

۴۰۔ رشید احمد، پروفیسر، تاریخ مذاہب، ص ۳۱۵، زمرد پبلی کیشنز قلات پریس، کوئٹہ ۲۰۰۵ء/ ۱۴۲۶ھ۔

۴۱۔ کتاب مقدس، استثناء ۶:۴۔۷، ص ۲۷۶۔

۴۲۔ کتاب مقدس، استثناء ۱۰:۱۲۔۱۴، ص ۴۸۳۔

۴۳۔ البقرۃ: ۵۱۔

۴۴۔ کتاب مقدس، خروج ۲۰:۱۷۔۱، ص ۱۴۹۔

۴۵۔ المریم: ۳۶۔

۴۶۔ کتاب مقدس، متی ۴:۸۔۱۰، ص ۵۔

۴۷۔ کتاب مقدس، مرقس ۱۲:۲۹۔۳۰، ص ۸۷۔

۴۸۔ کتاب مقدس، یوحنا ۱۲:۴۴، ص ۱۹۱۔

۴۹۔ کتاب مقدس، یوحنا ۱۳:۲۰، ص ۱۹۳۔

۵۰۔ کتاب مقدس، یوحنا ۱۷:۱۳، ص ۲۰۰۔

۵۱۔ کتاب مقدس، لوقا ۶:۴۶، ص ۱۱۴۔

۵۲۔ نواز، مطالعہ مذاہب عالم، ص ۳۴۳۔

۵۳۔ کتاب مقدس، متی ۱۶:۱۹، ص ۳۱۔

۵۴۔ رشید احمد، تاریخ مذاہب، ص ۱۲۳۔

۵۵۔ کتاب مقدس، رومیو ۸:۲۶، ص ۲۸۵۔

۵۶۔ غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص ۴۳۶، کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار، لاہور، طبع ہشتم، ۱۹۸۳ء/ ۱۴۰۳ھ۔

۵۷۔ کتاب مقدس، متی ۶:۹۔۱۵، ص ۱۰۔

۵۸۔ نواز، مطالعہ مذاہب عالم، ص ۳۹۷۔